AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

برصغیر میں ترجمۂ قرآن: آغاز، ارتقاء، اہمیت اور مختلف ادوار میں علاقائی زبانوں میں خدمات کا تحقیقی تجزیہ

Translation of the Qur'an in the Indian Subcontinent: Origin, Evolution, Significance, and Regional Contributions Across Different Eras — A Critical Analysis

Ghulam Hussain

Lecturer Islamiat:(CTI) Government. Khawaja Rafique Shaheed Associate College, Walton Road, Lahore;

Muhammad Nabeel
MPhil Scholar Sheikh Zayad Islamic Center Punjab University Lahore

Abstract

This research presents a comprehensive analysis of the origin, evolution, significance, and regional contributions of Qur'an translations in the Indian subcontinent. It highlights the encouragement of Qur'an translation from Islamic perspectives based on Qur'anic and Hadith references. The study outlines the historical background of Qur'an translations in the subcontinent, emphasizing their role in promoting Qur'anic understanding among diverse linguistic communities. A detailed examination is conducted on the translations of the Qur'an into regional languages, including Urdu, Hindi, Sindhi, Punjabi, Kashmiri, and Pashto. Urdu translations are categorized into three historical phases, focusing on their linguistic styles, interpretative approaches, and societal impacts. The study further evaluates the necessity, benefits, and religious and scholarly influence of these translations. Additionally, it sheds light on how these translations have contributed to the dissemination of Islamic knowledge and enhanced Qur'anic comprehension among the masses. By examining the challenges faced by translators and the methodologies they adopted, this research underscores the importance of Qur'an translations in the cultural and religious landscape of the subcontinent. The study also provides insights into the continuous efforts made to ensure accurate and accessible Qur'anic interpretation in regional languages.

Keywords: *Qur'an Translation, Indian Subcontinent, Historical Evolution, Regional Languages, Islamic Scholarship*

موضوع کا تعارف

یہ تحقیق برصغیر میں قرآن پاک کے تراجم کے آغاز، ارتقاء اور ان کی اہمیت پر روشنی ڈالتی ہے۔ برصغیر کی متنوع ثقافتوں اور زبانوں میں قرآن کا ترجمہ ایک عظیم دینی اور علمی خدمت کے طور پر نمایاں ہے۔ قرآن کے تراجم کی قرآنی اور حدیثی ترغیبات کا ذکر کرتے ہوئے، اس تحقیق میں برصغیر میں ترجمہ قرآن کی ابتدائی کاوشوں اور ان کے اثرات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ تحقیق میں اردو، ہندی، سندھی، پنجابی، کشمیری اور پشتو زبانوں میں کیے گئے تراجم کا جائزہ لیا گیا ہے۔ خاص طور پر اردو تراجم کو تین اہم ادوار میں تقسیم کرتے ہوئے ان کے اسلوب، زبان، اور اثرات کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، تحقیق میں قرآن فہمی کے فروغ میں ان تراجم

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

کے کردار اور برصغیر کے معاشرتی، ثقافتی اور دینی ماحول پر ان کے اثرات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ مطالعہ اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ قرآن کے تراجم نے عوامی سطح پر قرآن فہمی کے فروغ میں کس طرح معاونت کی اور اسلامی علوم کی ترویج میں کیا کردار ادا کیا۔

ترجمۃ القرآن کا آغاز وارتقاء

ترجمۃ القرآن کی تاریخ سے ہٹ کر اگر صرف ترجمہ کی تاریخ دیکھی جائے تو یہ انتہائی قدیم ہے کہ مسلمانوں سے پہلے یہودیوں اور عیسائیوں میں ترجمہ کی روایت موجود تھی مگر اسے اچھا نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہودیوں کی اصل زبان عبرانی تھی مگر اسیری کے سبب یہ اپنی اصل زبان بھول گئے اور ایک نئی زبان بولنے لگے چونکہ تورات کا متن عبرانی زبان میں تھا اس لئے انہیں تورات کی تفہیم میں مشکل پیش آئی اور یوں ترجمہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہودیوں کے بعد عیسائیوں کی بھی یہی حالت ہو گئی، اب تفہیم مذہب کی بقاء تراجم کے ساتھ وابستہ ہو گئی کیونکہ اگر تراجم کا سلسلہ نہ شروع کیا جاتا تو مذہب کی ترویج واشاعت مشکل تھی لہٰذا ترجمہ کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہوا۔ ابتداء میں بعض قدامت پسند رہنماؤں نے اس کی مخالفت کی جس کی وجہ سے مترجمین کو جلاوطنی حتیٰ کہ پھانسی تک کی سزائیں سنائی گئیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ سلسلہ بلا زجر و توبیخ جاری وساری رہا یہاں تک کہ آج تمام یہودی وعیسائی ترجمہ کے ساتھ تورات وانجیل پڑھتے ہیں جبکہ ان کتب سماویہ کا اصل متن محفوظ نہیں۔

لیکن جب قرآن مجید کے ترجمہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ تو اس میں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ:

> "ابتداء میں قرآن مجید کا ترجمہ کرنے سے اجتناب کیا جاتا تھا۔ وہ اس لیے کے ترجمہ اصل کا قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ موحدین کی سلطنت کے زمانے میں جن کا تسلط الجزائر سے اندلس تک رہا ہے، جب قرآن مجید کا ترجمہ بربری زبان میں کیا گیا تو وہاں کے علماء نے سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور وہ ترجمہ فنا کر دیا گیا ہے۔"[1]

دین اسلام کی تعلیمات کو قرآن کریم کے ترجمہ سے عام کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کا ترجمہ اس کے اصل متن کے قائم مقام تو نہیں ہو سکتا تاہم تبلیغ واشاعت اسلام کے پیش نظر اس کی اجازت دی گئی۔ قرآن کریم کا اصل متن موجود و محفوظ ہے اور ترجمہ کو اصل کے ساتھ پڑھا جائے تو یہ درست ہے۔

ترجمہ کی اہمیت ازروئے قرآن

اللہ رب العزت نے انبیاء کرام علیہم السلام کو قوم کی زبان کے مطابق تمام اقوام کی طرف مبعوث فرمایا تا کہ اللہ رب العزت کے پیغام کو خوب واضح کر سکیں۔

[1] صدیقی، عبدالحئی، تراجم قرآن مجید، لاہور، مجلس علوم اسلامیہ، 1965ء، ص22

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ارشادِ ربانی:

وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن رَّسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِۦ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۖ[1]

"اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اپنی قوم کی زبان کے ساتھ تاکہ وہ ان کے لئے (پیغام حق) خوب واضح کر سکے۔"

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر کبیر" میں مذکورہ آیت مبارکہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسی زبان کو احکام و مقاصد کو سمجھانے کا ذریعہ بناتے ہیں جس کے وہ خود اور مخاطبین یکساں مانوس و شناور اور بے تکلف بولنے کے عادی ہوتے ہیں۔"[2]

ڈاکٹر حمید اللہ دین کی تبلیغ واشاعت میں زبان کی اہمیت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تبلیغ دین اپنی زبان میں زیادہ مؤثر اور بہتر ہوتی ہے۔ ایک داعی کو مدعو کی زبان میں تبلیغ کرنی چاہیے تاکہ ابلاغ بہتر انداز میں ہو سکے۔ بہت سے صحابہ دوسری زبانیں سیکھتے بھی تھے اور جانتے بھی تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ عربی، فارسی اور حبشہ کی زبان کے علاوہ کئی زبانیں جانتے تھے۔"[3]

ترجمہ کی ترغیب از روئے حدیث

اگر نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ترجمہ کا جائزہ لیا جائے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو دیگر زبانیں سیکھنے کی ترغیب و حکم ارشاد فرمایا۔ آپ ﷺ نے یہودیوں کے ساتھ خط و کتابت ان کی زبان میں کرنے کے لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔

حدیث مبارکہ

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

امرنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتعلم السریانیہ۔[4]

"نبی کریم ﷺ نے مجھے سریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا۔"

---

[1] ابراہیم، 4:14

[2] رازی، فخر الدین، تفسیر کبیر، بیروت، دار احیاء التراث العربی، 1420ھ، ج19، ص89

[3] ہاشمی، حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء، ص74

[4] ترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، علامہ بدیع الزمان، لاہور، نعمانی کتب خانہ، باب فی تعلیم السریانیۃ، 1988ء، ج2، ص233

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سات ہجری میں نبی کریم ﷺ نے مختلف بادشاہوں کے نام خطوط لکھے۔ آپ ﷺ نے ان خطوط کو بھجوانے کے لئے جن صحابہ کا بطور سفیر انتخاب فرمایا، اس میں آپ ﷺ نے اس بات کا خیال رکھا کہ ان صحابہ کو اس ملک کی زبان آتی ہو۔ اس سلسلہ میں صحابہ کرام نے باقاعدہ مختلف ممالک کے زبانیں سیکھیں تاکہ بادشاہوں کو ان کی زبان میں اسلام کا پیغام پہنچا سکیں۔

برصغیر پاک وہند میں ترجمہ قرآن کی روایت

برصغیر پاک وہند میں قرآن کریم کی ترجمہ کی روایت بہت پرانی ہے۔ عام طور پر یہ نظریہ دیا جاتا ہے کہ برصغیر پاک وہند میں قرآن کریم کے ترجمہ کو متعارف کروانے والے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے خوانوادہ ہیں۔ تاہم تاریخی میں ہمیں حضرت شاہ ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ سے پہلے بھی ترجمۃ القرآن کے ثبوت ملتے ہیں تاہم وہ قرآن کریم کے مکمل تراجم نہیں تھے بلکہ چند پاروں یا سورتوں کے تراجم ملتے ہیں۔ یہ برصغیر پاک وہند میں کیا گیا قرآن عظیم کا پہلا ترجمہ تھا جسے راجہ مہروک بن رائق کی درخواست پر سندھ کے گورنر عبد اللہ بن عمر بن عبد العزیز نے ایک عراقی عالم سے کروایا تھا۔ برصغیر پاک وہند میں سندھی زبان کے علاوہ قرآن مجید کے ترجمہ پر پرانی گجراتی اور اردو میں بھی ترجمہ کے حوالے سے کافی کام ہوا ہے۔ اس حوالے سے بابائے اردو عبد الحق لکھتے ہیں:

> ”دسویں صدی کے آخر اور گیارہویں صدی کے اوائل میں سورۃ 'یوسف' کا ترجمہ اور تفسیر لکھی گئی۔ اس کا مصنف نامعلوم ہے۔ اس کے علاوہ آپ ذکر کرتے ہیں کہ دسویں صدی کے اوائل کا ایک ترجمہ تلاش کیا ہے جو تیسویں پارے کا ہے اور اس کی مختصر تفسیر بھی ہے۔“[1]

ڈاکٹر احمد خان، شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے قرآن کریم کے تراجم کا ذکر کرتے ہیں:

> ”قرآن مجید کا اولین ترجمہ جو خالص اردو میں تو نہیں البتہ عربی اور فارسی کے میل جول سے پیدا ہونے والی زبان میں تھا۔ وہ قاضی محمد معظم سنبھلی کا ہے جو انہوں نے 1131ھ میں تصنیف کیا۔ قرآن کے دیگر تراجم جو اس ملی جلی زبانوں میں دیکھنے کو آتے ہیں ان میں سے ایک 1150ھ کی کاوش ہے۔ جس کے مصنف کے بارے میں علم نہیں ہو سکا۔ یہ دونوں تراجم طبع نہیں ہو سکے البتہ خطی نسخے میں موجود ہیں۔“[2]

ڈاکٹر مرزا حامد بیگ لکھتے ہیں:

> ”شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خالصتاً مذہبی ماحول میں بڑی جرات کے ساتھ قرآن و حدیث کے ترجمے کی بنیاد رکھی۔ بعد میں اس بنیاد پر شاہ رفیع الدین نے لفظی اور شاہ عبد القادر

[1] مولوی، عبد الحق، پرانی اردو میں قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیریں، ملتان، لاہور اکیڈمی، س:ن، ص220

[2] احمد خان، ڈاکٹر، قرآن کریم کے اردو تراجم، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1987ء، ص12

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نے با محاورہ اردو ترجمہ کی عمارت کھڑی کی اور یوں مذہب سے عوامی راستے کا وسیلہ بنے۔"[1]

برصغیر کی مقامی زبانوں میں تراجم

برصغیر کے علما ایک عرصہ تک تراجم قرآن کے حوالے سے تذبذب کا شکار رہے۔ بنگال میں اسے تقدس واحترام کے منافی اور سرحد میں تحریف تصور کیا جاتا تھا، مگر مفاہیم قرآن سے کماحقہ آگاہی اور علوم ومعارف کے مطالعہ کے لیے اس کے تراجم کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی رہی۔ بارہویں صدی ہجری کے اواخر میں سید المفسرین شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ اور بعد ازاں ان کے خاندان کے دیگر تراجم نے صدیوں کی جھجک اور گومگو کی کیفیت ختم کر کے قرآن مجید کے مطالعہ کے وسیع میدان کا دروازہ کھولا۔ بلاشبہ اس خاندان کی یہ خشت ہائے اول اور اصول تفسیر کا تعین ایسی خدمت ہے، جسے (أصلها ثابت وفرعها في السماء) کا مصداق قرار دیا جاسکتا ہے۔ آنے والی صدیوں اور عہدوں میں اسی شجرہ طیبہ۔ یعنی تراجم قرآن کے ہزاروں رنگ برنگ سدا بہار پھولوں سے چمنستان قرآن مہک رہا ہے۔

مقامی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کے آغاز کے ساتھ ہی علوم ومعارف کی تفسیر وتفہیم کا لامتناہی سلسلہ جاری ہوا، اور یہ عہد بہ عہد پھیلتا جارہا ہے۔ سینکڑوں تراجم وتفاسیر کی بارہا اشاعت کے ہزاروں، لاکھوں نسخوں نے ہر جویائے حق کو منزل مراد سے روشناس کیا ہے۔ برصغیر میں پہلا قرآن کریم کا ترجمہ ہندی / سنسکرت / سندھی زبان میں تھا۔ جو 1883ء میں "الور" کے راجہ کی فرمائش پر لکھا گیا۔ اس کے باوجود باضابطہ ترجمہ کی حیثیت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی ترجمہ کو ہی حاصل ہے۔ برصغیر کی مقامی زبانوں کے تراجم وتفاسیر کے حوالے سے یہ امر پیش نظر رہے کہ کسی بھی زبان کا ترجمہ لفظ بلفظ کر دیا جائے۔ ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔ یہ امر ضروری ہے کہ ایسی کوشش کی جائے جس میں مقامی محاورے کے مطابق عربی الفاظ کے مفاہیم کو قدرے وضاحت سے یا مختلف انداز سے پیش کیا جائے۔ ایسی صورت میں ترجمہ وتفسیر میں بعض اوقات تمیز کرنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ مزید یہ امر بھی پیش نظر رکھا جائے کہ مقامی زبانوں میں تراجم وتفاسیر کی کثیر تعداد موجود ہے جس میں ترجمہ صاحب تصنیف کا ہو اور تفسیر یا حواشی کسی دوسرے مفسر کے ہوں یا کسی دوسری زبان میں ہوں یا اس کے برعکس ترجمہ کسی دوسری زبان یا مترجم کا ہو اور حواشی وفوائد صاحب تصنیف کے ہوں۔

تراجم وتفاسیر قرآن سے جہاں مطالعہ قرآن کے وسیع مواقع حاصل ہوئے، وہیں اس خطہ ارض میں دین اسلام کی مقبولیت اور قرآن مجید کی اثر انگیزی نے دشمنوں کو پہلے سے بڑھ کر حسد کرنے والا بنا دیا، اور انہوں نے اپنے مذموم اور ناپاک ارادوں کی تکمیل کے لیے جہاں قرآن مجید کے 'الٰہی کلام' ہونے کی بجائے انسانی کلام ہونے کا تصور عام کیا، وہیں قرآن مجید کے فاسد اور غلط تراجم کر کے ناپختہ ذہنوں کو اسلام سے دور اور مشکوک کر دیا۔ لہٰذا ان کے ناپاک ارادوں کو ناکام کرنے کیلئے برصغیر کی مقامی زبانوں میں تراجم کیے گئے۔ تاکہ قرآن کریم کی تعلیمات کو واضح اور درست انداز میں لوگوں تک پہنچائی جائیں۔

اس لحاظ سے پاکستانی زبانوں میں منتخب تراجم قرآن کا ذکر حسب ذیل ہے۔

[1] حامد بیگ، مرزا، مغرب کے نثری تراجم، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان، 1987ء، ص 78

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اردو تراجم کے ادوار

ہر دور اور اس دور کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے مترجمین نے پر خلوص کوششیں کی ہیں۔ تاکہ قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کیا جا سکے۔

> "حقیقتاً اردو زبان کی نشوونما میں ہمارے بزرگ صوفیا و علما کی کوششوں کا بڑا دخل ہے۔ جب ہندوستان میں فارسی علمی تہذیبی اور سرکاری زبان تھی، تو اس وقت علمانے برصغیر کی عام فہم ہندی زبان کو اپنایا اور اس کے ذریعے عوام سے رابطہ رکھا۔ صوفیا کے تذکروں میں ہمیں یہ بات صراحت سے ملتی ہے کہ انھوں نے عام بول چال کی ہندی زبان کو سیکھا اور یہی زبان بعد کو اردو کہلائی۔"[1]

اس اعتبار سے اردو تراجم کے ادوار درج ذیل ہیں۔

پہلا دور: جو قدیم دور بھی کہلاتا ہے جو دکنی دور سے شروع ہوتا ہے اور اٹھارویں صدی عیسوی کے اختتام تک چلتا ہے۔

دوسرا دور: شاہ رفیع الدین کے ترجمہ سے شروع ہو کر انیسویں صدی کے آخر میں ختم ہوتا ہے۔

تیسرا اور آخری دور: ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمہ سے شروع ہوتا ہے اور موجودہ دور تک چل رہا ہے۔

پہلا دور:

اب تک کی دستیاب تحقیقات کے مطابق پہلے دور میں جو تراجم ملتے ہیں وہ تقریباً سبھی نامکمل ہیں۔ حالانکہ وہ خاصی تعداد میں ہیں۔ اگر مختلف کتب خانوں مثلاً کتب خانہ آصفیہ (حیدر آباد دکن) کتب خانہ، سالار جنگ (حیدر آباد دکن) کتب خانہ، ادارہ ادبیات (حیدر آباد دکن) کتب خانہ انجمن ترقی، اردو (کراچی) برٹش میوزیم (لندن) اور انڈیا آفس (اردن) کے خطی نسخوں اور مطبوعہ کتب کی فہرستوں کو کھنگالا جائے تو ایسے بہت ترجموں کے حوالے مل جاتے ہیں۔[2]

دوسرا دور:

پہلے دور کے نامکمل تراجم کے بعد دوسرے دور میں قرآن پاک کا مکمل ترجمہ منظر عام پر آیا تھا۔ اردو بھی اپنی شکل بدل رہی تھی اور ادب پر دکنی اثرات کم ہو گئے تھے۔ بلکہ تقریباً ختم ہونے کو تھے۔ اس لیے اس دور میں ملنے والے تراجم میں دکنی اثرات کی جگہ شمالی ہند کے الفاظ، محاورات اور دیگر اسالیب بیان نے سنبھال لی تھی۔ اس دور کا معروف اور معتبر ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ آپ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے تیسرے بیٹے تھے۔ آپ کو فارسی اور عربی پر عبور حاصل تھا۔ اگرچہ ان کی علمیت کا چرچا تھا لیکن قرآن کا پہلا مکمل اردو ترجمہ ان کی شہرت کی اصل وجہ بنا۔ اٹھارویں صدی کے اواخر کا پہلا مکمل اردو ترجمہ تھا۔ ترجمہ کرنے کا انداز بھی یہ تھا

---

[1] سراج الدین، حافظ، تراجم قرآن اور اردو زبان، لاہور، نشریات، 2019ء، ص 7

[2] محمد اکرم چغتائی، قرآن کے اردو تراجم، المعارف لاہور، جولائی، 1965، ص 198۔ بحوالہ؛ اردو زبان میں ترجمہ قرآن کے ادوار، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، 29 جنوری 2013۔(Forum.mohaddis.com)

کہ وہ بولتے جاتے اور ان کے ایک شاگرد سید نجف علی خاں اسے لکھتے جاتے تھے۔ جب قرآن مکمل ہو گیا تو انہوں نے اسے اپنے استاد محترم کی خدمت میں پیش کر دیا اور اصلاح کروائی۔ شاہ صاحب کا یہ ترجمہ لفظی ہے۔

اس میں عربی کی نحوی ترکیب کا اتباع کیا گیا ہے۔ عربی الفاظ کا ترجمہ اردو کے مناسب الفاظ سے کر دیا گیا ہے اور الفاظ کے اضافے سے ترجمے کو بامحاورہ نہیں بنایا گیا۔ لفظی ترجمہ ہونے کے باوجود یہ وہ ترجمہ ہے جو قرآن کی روح اور اس کے مزاج کے عین مطابق ہے۔[1]

اس صدی کا دوسرا بڑا نام بھی شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے ہی کا ہے انہوں نے 1790ء میں ایک بامحاورہ اردو ترجمہ کر کے شہرت حاصل کی۔ شاہ عبد القادر کا یہ ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ اردو کے روزمرہ اور محاورے لیے ہوئے ایک وضاحتی انداز رکھتا ہے اسے اردو ہندی لغت کا ایک بڑا خزانہ بھی سمجھا جاتا ہے۔

اس ترجمے نے نہ صرف قرآن کا فہم آسان کیا ہے بلکہ ساتھ ساتھ اردو ادب کو بھی ایک بڑا خزانہ دیا ہے۔ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ صاحب اپنے ترجمہ کے دیباچے میں خود فرماتے ہیں:

> "اس بندہ ناچیز عبد القادر کے خیال میں آیا کہ جس طرح ہمارے بابا صاحب بہت بڑے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عبد الرحیم کے بیٹے، سب حدیثیں جاننے والے، ہندوستان کے رہنے والے، فارسی زبان میں قرآن کے معنیٰ آسان کر کے لکھتے ہیں اسی طرح عاجز نے ہندی زبان میں قرآن کے معنیٰ آسان کر کے لکھے ہیں۔ الحمد للہ یہ آرزو 120ھ بمطابق 1790ء میں حاصل ہوئی۔"[2]

یہ بات واضح ہے کہ پہلے اردو کو 'ہندی' کہا جاتا تھا۔ اسی طرح جیسے عرب میں بولی جانے والی زبان کو عربی کہا جاتا ہے۔ اسی لیے شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اردو ترجمے کو 'ہندی' لکھا ہے۔ حکیم محمد شریف خاں (متوفی 1801ء) کا ترجمہ قابل ذکر ہے یہ کہ ترجمہ شاہ عالم بادشاہ کے کہنے پر ہوا۔ مولوی عبد الحق کی رائے میں اس ترجمے کی زبان شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمے کے مقابلے میں زیادہ صاف ہے اور لفظی پابندی میں اتنی سختی نہیں کی گئی ہے۔ اردو زبان کی ترکیب کا نسبتاً زیادہ خیال رکھا گیا ہے۔[3]

انیسویں صدی میں جو کہ قرآن کے اردو تراجم کا دوسرا دور تصور کیا جاتا ہے اور بھی بہت سے تراجم اور مترجمین سامنے آتے ہیں۔ یہ وہ دور تھا جس میں قرآن مجید کے اردو تراجم کو ضروری سمجھا جانے لگا تھا اور بڑی جانفشانی سے اس پر کام ہو رہا تھا۔ اس میں کچھ ترجمے مکمل اور کچھ جزوی بھی ملتے ہیں۔ اس دور میں ایک ترجمہ فورٹ ولیم کالج میں ڈاکٹر جان گلکرسٹ کے حکم پر ہوا ان کی بیماری کی وجہ سے ادھورا رہ گیا جسے اسی کالج کے استاد مولوی امانت اللہ شیدا نے مکمل کیا۔ جن میں میر بہادر علی حسینی اور کاظم علی کا تعاون بھی شامل

[1] محمد اکرم چغتائی، قرآن کے اردو تراجم، ص22

[2] شرف الدین، قرآن حکیم کے اردو تراجم، ص80

[3] محمد اکرم چغتائی، قرآن کے اردو تراجم، ص22

تھا۔[1] مترجم نے اردو کے روز مرہ محاورات کو عمدگی سے استعمال کیا ہے۔ یہاں جملوں کی ترکیب عربی نہج پر نہیں بلکہ اردو کے ڈھنگ پر ہے۔

تیسرا دور:

اردو میں قرآنی تراجم کا تیسرا دور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن سے شروع ہوتا ہے۔ یہ ترجمہ پہلی بار 1896 میں شائع ہوا۔ یہ اپنے بعض خصائص کی بناء پر ایک خاص مقام رکھتا ہے اس ترجمے کو اردو زبان و ادب کا ایک مثالی کارنامہ تصور کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اصل میں یہ ایک عظیم مذہبی خدمت بھی ہے۔ اس کی چند نمایاں خصوصیات کچھ یوں ہیں:

1. زبان بامحاورہ ہے اور قوسین میں تشریحی الفاظ درج کر کے عبارت مسلسل اور مربوط بنادی گئی ہے۔
2. حاشیے پر فائدے لکھے ہیں، ان میں شاہ عبد القادر کی تفسیر سے مدد لی گئی ہے۔
3. لغات عربی کی تشریح الگ ہے۔
4. مضامین قرآن کی فہرست حوالہ آیات کے ساتھ مرتب کی گئی ہے۔
5. محاورات کا بکثرت استعمال کیا گیا ہے جس پر شدید احتجاج بھی ہوا۔
6. ڈپٹی نذیر احمد کے بعد یوں صدی میں قرآن کے اردو تراجم کی کثیر تعداد سامنے آگئی۔
7. ان مترجمین میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی، مولانا اشرف علی تھانوی، مولوی عاشق الٰہی، فتح محمد جالندھری، محمد حسن دیوبندی، ابو الاکلام آزاد، عبد الماجد دریا آبادی، مولانا ابو الاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ کے نام اہم ہیں۔

مجموعی طور پر یہ دور قرآنی تراجم کے عروج کا دور تھا۔

ہندی تراجم قرآن

قرآن مجید کے چند ایک ہندی تراجم کا تعارف حسب ذیل ہے۔

1. اولین ہندی تراجم میں 883ء میں ہونے والا ترجمہ جو "الور" کے راجہ کی خواہش پر لکھا گیا. اور یہ ترجمہ عالمگیر کی بیٹی زیب النساء کے لیے کیا گیا۔
2. ایک ترجمہ خواجہ حسن نظامی کا ہے۔ جسکی سن اشاعت 1928ء اور یہ ۲ جلد، مع تفسیر پر مشتمل ہے۔
3. قرآن مجید کا ایک ترجمہ شیخ محمد یوسف قادیانی نے کیا۔ جسکی سن اشاعت 1919ء تا 1930ء ہے۔
4. قرآن مجید کا ایک ترجمہ پادری ڈاکٹر احمد شاہ مسیحی نے کیا ہے۔ جسکی سن اشاعت 1915ء ہے۔ یہ ترجمہ "القرآن" کے نام سے ہے اور بامحاورہ ہندی مع تشریحات ترجمہ ہے۔
5. قرآن کریم کا ایک ترجمہ مولانا احمد بشیر فرنگی محلی اور مولانا غلام محمد قریشی نے کیا ہے۔ جسکی سن اشاعت 1947ء ہے۔

[1] محمد اکرم چغتائی، قرآن کے اردو تراجم، ص 22-23

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

6. قرآن کا ایک ترجمہ مولانا محمد فاروق خان، رام پور نے کیا ہے۔ جسکی سن اشاعت، 1929ء ہے جو معہ حواشی تشریحی اشارات پر مشتمل ہے۔

ہندی زبان میں قرآن مجید کا ایک ترجمہ ڈپٹی نذیر احمد کا ترجمہ ہے۔ جو اردو بخط ہندی، معہ حاشیہ بر ہندی ترجمہ، و تفسیر خواجہ حسن نظامی پر مشتمل ہے۔ اس کے مترجمین میں مولانا غلام محمد معہ دیگر علما شامل ہیں۔[1]

سندھی تراجم قرآن

قرآن کریم کے چند ایک سندھی تراجم کا تعارف حسب ذیل ہے۔

1. قرآن پاک کا پہلا سندھی ترجمہ اخوند عزیز اللہ متعلوی (1160ھ-1240ھ) سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جو قدیم سندھی نثر کا اعلیٰ نمونہ شمار کیا جاتا ہے۔
2. ایک سندھی ترجمہ مولانا تاج محمد امروٹی صاحب نے کیا۔ جو امروٹ ضلع سکھر کے رہنے والے تھے۔ ان کا شمار سندھ کے فاضل علماء میں ہوتا ہے۔ آپ مولانا عبید اللہ سندھی کے مرشد تھے۔ جنھوں نے نومبر 1929ء میں وفات پائی۔
3. سندھی تراجم میں پہلا ترجمہ شاہ ولی اللہ ﷫ (فارسی)، دوسرا ترجمہ شاہ رفیع الدین ﷫ (اردو) اور تیسرا ترجمہ علمائے سندھ کا مستند ترجمہ (سندھی) اور اس کے علاوہ حاشیہ میں شاہ عبد القادر کے ترجمہ "موضح القرآن" کا سندھی ترجمہ شیخ عبد العزیز محمد سلیمان نے کیا۔
4. ایک سندھی ترجمہ قاضی عبد الرزاق روپڑی نے کیا۔ یہ ترجمہ تفہیم القرآن، ترجمان القرآن اور بیان القرآن کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے۔
5. احمد ملاح نے ایک سندھی ترجمہ کیا اور یہ منظوم سندھی ترجمہ شمار ہوتا ہے۔[2]

پنجابی تراجم قرآن

قرآن کریم کے چند ایک پنجابی تراجم کا تعارف درج ذیل ہے۔

1. قرآن مجید کا ترجمہ پنجابی زبان میں مولوی محمد دلپذیر بھیروی نے کیا۔ اس پر پنجابی نثر معہ ترجمہ و حواشی مولوی ہدایت اللہ نے کیا ہے۔
2. پنجابی زبان میں "ترجمہ قرآن" کے نام سے ترجمہ قرآن سردار محمد یوسف گورداسپوری نے کیا ہے۔ جو مطبوعہ 1932ء ہے۔

---

[1] ساجد الرحمن، ڈاکٹر، برصغیر میں مطالعہ قرآن، اسلام آباد، ادارہ تحقیقات اسلامی، 1999ء، ص 112

[2] ساجد الرحمن، برصغیر میں مطالعہ قرآن، ص 105

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

3. ایک ترجمہ قرآن پنجابی زبان میں "ترجمہ قرآن" مولوی ہدایت اللہ نے مع فوائد جلالین، تفسیر عزیزی، تفسیر بیضاوی اور جامع البیان کی روشنی میں کیا وغیرہ۔[1]

کشمیری تراجم قرآن

قرآن مجید کے چند ایک کشمیری تراجم کا تعارف حسب ذیل ہے۔

1. قرآن مجید کا پہلا کشمیری ترجمہ 1945ء میں ڈاکٹر حمید اللہ کی تحریک پر مولانا محمد احمد مقبول سبحانی نے کیا جو 1950ء میں طبع ہوا۔
2. دوسرا ترجمہ میر واعظ مولوی محمد یوسف شاہ نے تیار کیا۔ جس کے دس پارے "**بیان القرآن المعروف به تعلیم القرآن**" کے نام سے چھپ چکے ہیں۔
3. قرآن مجید کا ایک ترجمہ مولانا مفتی ضیاء الدین بخاری کا ترجمہ ہے۔ اور مولانا محمد یحیی شاہ (1980ء) کا نامکمل ترجمہ شامل ہیں۔
4. ایک مولانا سید میرک شاہ اندرابی مرحوم نے 25 پاروں کی تفسیر اور ترجمہ مکمل کیا۔

پارہ عم کی ایک کشمیری زبان میں لکھی گئی تفسیر بنام نور العیون از محمد یحییٰ 1910ء میں امرتسر سے شائع ہوئی۔[2]

پشتو تراجم قرآن

قرآن کریم کے چند ایک پشتو تراجم کا تعارف درج ذیل ہے۔

1. پشتو زبان میں قرآن مجید کا ایک ترجمہ مولانا عبد الحق نے کیا ہے۔ یہ ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ اور یہ ترجمہ موضح القران، ابن کثیر اور تفسیر یسیر سے ماخوذ فوائد پر مبنی ہے۔
2. پشتو زبان میں قرآن مجید کا ایک 'ترجمہ شیخ الہند' ہوا ہے۔ جو بمعہ حواشی مولانا شبیر احمد عثمانی اور مستند علماء کا ترجمہ ہے۔
3. ایک ترجمہ قرآن 'کشاف القرآن' ہے۔ جو حافظ محمد ادریس نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ بامحاورہ ترجمہ مع تفسیری نکات پر مشتمل ہے۔
4. پشتو زبان میں قرآن مجید کا ایک مولانا حبیب الرحمن مروانی کا ترجمہ ملتا ہے۔ (1949ء)۔
5. قرآن مجید کے تراجم میں ایک پروفیسر سعید اللہ جان پشاوری کا ترجمہ ہے۔ (1933ء)۔[3]

---

[1] ساجد الرحمن، برصغیر میں مطالعہ قرآن، ص108

[2] ایضاً، ص111

[3] ایضاً، ص101

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 1 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خلاصہ بحث

اس تحقیق کے نتیجے میں یہ بات واضح ہوئی کہ برصغیر میں قرآن کے تراجم نے اسلامی علوم کی ترویج میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مختلف ادوار میں کیے گئے تراجم نے عوامی سطح پر قرآن فہمی کو آسان بنایا اور دینی تعلیمات کو عام فہم زبان میں پیش کیا۔ اردو، ہندی، سندھی، پنجابی، کشمیری اور پشتو تراجم نے نہ صرف قرآن کے پیغام کو عوام تک پہنچایا بلکہ اسلامی تہذیب و ثقافت کو بھی مضبوط کیا۔ تحقیق میں یہ بھی مشاہدہ کیا گیا کہ مترجمین نے قرآن کی روح کو برقرار رکھتے ہوئے زبان و بیان کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کی۔ اختتاماً یہ کہا جا سکتا ہے کہ برصغیر میں قرآن کے تراجم اسلامی علوم کے فروغ، بین الثقافتی ہم آہنگی، اور دینی بیداری کے لیے ایک اہم سنگِ میل ثابت ہوئے ہیں۔

کتابیات

* القرآن الکریم
* احمد خان، ڈاکٹر۔ قرآن کریم کے اردو تراجم۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1987ء
* ترمذی، محمد بن عیسی۔ جامع ترمذی، شرح: علامہ بدیع الزمان۔ لاہور: نعمانی کتب خانہ، 1988ء
* حامد بیگ، مرزا۔ مغرب کے نثری تراجم۔ اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، 1987ء
* رازی، فخر الدین۔ تفسیر کبیر۔ بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1420ھ
* ساجد الرحمن، ڈاکٹر۔ برصغیر میں مطالعہ قرآن۔ اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1999ء
* سراج الدین، حافظ۔ تراجم قرآن اور اردو زبان۔ لاہور: نشریات، 2019ء
* شرف الدین، قرآن حکیم کے اردو تراجم، کراچی، قدیمی کتب خانہ، 1981
* صدیقی، عبد الحیٔ۔ تراجم قرآن مجید۔ لاہور: مجلس علوم اسلامیہ، 1965ء
* مولوی، عبد الحق۔ پرانی اردو میں قرآن شریف کے ترجمے اور تفسیریں۔ ملتان: لاہور اکیڈمی، س۔ن،
* محمد اکرم چغتائی۔ قرآن کے اردو تراجم۔ لاہور: المعارف، جولائی 1965ء بحوالہ: "اردو زبان میں ترجمہ قرآن کے ادوار"، مقالہ برائے ایم فل علوم اسلامیہ، 29 جنوری 2013ء، (forum.mohaddis.com)۔
* ہاشمی، حمید اللہ، ڈاکٹر۔ خطبات بہاول پور۔ اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، 1997ء،